نسلوں کی تربیت کے لئے دعا کے ساتھ مادی تدابیر کو بھی اختیار کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍دسمبر ۱۹۸۰ء بمقام جلسہ گاہ مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اور اس فرمان میں ہمیں دعا سکھلائی گئی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (اٰلِ عمران:۹) اور رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ (الفرقان:۷۵)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اس کا بندہ بنے، اس کی عبادت کرے۔ اس کی صفات کا رنگ اپنے اخلاق پر چڑھائے۔ ان ہدایات کی راہوں پر چلے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں (جو زمانہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے آپ کی امت کا زمانہ ہے) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی راہیں بتائی ہیں۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ہدایت انسان اپنے زور سے نہیں پاسکتا۔ اسی لئے سورۂ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحة:۶) کہ صراط مستقیم کا جہاں تک تعلق ہے وہ سیدھی راہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنتوں کی طرف لے جانے والی ہے اس راہ کی طرف ہمیں ہدایت دے۔ قرآن کریم سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ جس طرح ہدایت کا پانا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اسی طرح ہدایت پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہیئے۔ انسان محض اپنی کوششوں

کے نتیجہ میں ہدایت پر قائم نہیں رہ سکتا اور جو امت، امت مسلمہ آج سے چودہ سو سال پہلے قائم کی گئی اسے یہ ہدایت دی گئی اجتماعی زندگی سنوارنے کے لئے کہ نسلاً بعد نسلٍ تم نے ہدایت پر قائم رہنا ہے اور ہر نسل نے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دعا و مجاہدہ بھی کرنا ہے اور ہر نسل نے اپنی آنے والی نسل کے لئے دعائیں بھی کرنی ہیں کہ وہ صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے کوشش کریں اور خدا سے یہ توفیق بھی مانگیں کہ وہ صراطِ مستقیم پر انہیں رکھے۔ ہر نسل کا یہ فرض ہے کہ اپنے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے وہ دعائیں کرتی رہے۔

ہماری تاریخ میں متعدد مثالیں ایسی ملتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور اس صورت میں انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا تو بارہ ہزار کی تعداد ساری قوم کی فوج کے لئے کافی تھی ان پہ بھاری ہوگئی جیسا کہ سپین میں طارق جب اترے تو کہتے ہیں کہ صرف سات، آٹھ ہزار مجاہد، رضا کاران کے ساتھ تھے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد چار ہزار کی کمک ان کو ملی۔ ان کے پاس اس طرح پر صرف بارہ ہزار مجاہدین تھے اس کے مقابلہ میں جس ملک میں وہ اترے ان کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھی، ملک ان کا تھا، رستوں سے واقفیت ان کو تھی، جو فوجی نہیں تھے جو سول آبادیاں تھیں، شہری آبادیاں تھیں ان کا مذہب وہی تھا جو حاکم وقت کا تھا، ان کی عادات وہی تھیں، ان کا معاشرہ وہی تھا۔ وہ انجان نہیں تھے اپنے ملک میں لیکن یہ بارہ ہزار ایک ایسے ملک میں گئے۔ کوئی واقفیت جس ملک سے نہیں رکھتے تھے، راہوں سے واقفیت نہیں تھی۔ معاشرے سے واقفیت نہیں تھی، آب و ہوا مختلف تھی اس علاقہ سے جہاں سے وہ آئے تھے، کھانے مختلف قسموں کے تھے جن کی انہیں عادت نہیں تھی مگر ایک اور بھی اختلاف تھا ان میں۔ جس قوم کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوا وہ خدائے واحد و یگانہ پر ایمان نہیں رکھتی تھی لیکن یہ بارہ ہزار خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے، اس خدا پر جو قادر مطلق ہے جس کا حکم اس دنیا میں چلتا ہے جو اگر اور جب تھوڑی سی تعداد کی طاقت دینا چاہے اور فتح دینا چاہے تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کے بھی خدا تعالیٰ کے اس فیصلہ کو ناکام نہیں بنا سکتیں۔

چنانچہ چند سالوں کے اندر خدا تعالیٰ کے یہ فدائی، ہدایت یافتہ، ہدایت پر قائم، نیکیاں کرنے والے، بدیوں سے بچنے والے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد

کرنے والے جو تھے وہ کامیاب ہوگئے اور سارا سپین اسلامی مملکت میں آ گیا اور عدل اور انصاف جو پہلے وہاں نہیں تھا وہ قائم ہوگیا اور وہ لوگ جو مسلم نہیں تھے، جن کا اسلام سے تعلق نہیں تھا انہوں نے بڑی خوشیاں منائیں کہ بڑی دیر کے بعد ہمیں ضمیر کی آزادی ملی۔ ہمیں اقتصادی لحاظ سے آزادی ملی، ہماری عزتیں قائم کی گئیں۔

اسی سفر میں غرناطہ ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک بہت پرانا محل ہے۔ بڑا خوبصورت وہ آخری شہر جس نے جب شکست کھائی تو سارے سپین سے مسلمانوں کو مٹا دیا گیا۔ وہاں ایک کھڑکی میں ہم کھڑے دیکھ رہے تھے تو ہمارا جو گائیڈ تھا وہ کہنے لگا وہ سامنے پہاڑ میں آپ کو غاریں نظر آتی ہیں۔ ان کے اندر جپسیز (Gepsies) رہتے ہیں اور وہ کہنے لگا (وہ کہتا تھا کہ میں عرب خاندان کا عیسائی ہوں۔ زبردستی ہمیں عیسائی بنالیا گیا تھا اس وقت) کہ ان جپسیز کو اس وقت شرف انسانی، عزت اور احترام ملا جب مسلمان یہاں کے حاکم بن گئے اور مسلمان حکومت میں ان پہ زبردستی نہیں کی نہ مذہب میں نہ ان کی عادات میں، نہ رہن سہن کے طریقے میں۔ انہوں نے کہا ہم ان غاروں میں رہیں گے مسلم حکومت نے کہا ٹھیک ہے وہیں رہو، تم انسان ہو تمہاری بہرحال عزت کی جائے گی، تمہارا احترام کیا جائے گا اور پہلے بھی عیسائی حکومت کے ماتحت اور بعد میں بھی عیسائی حکومت کے ماتحت ان لوگوں کو وہ عزت نہیں ملی جو خدا چاہتا ہے کہ انسان انسان سے سلوک کرے اور جو قرآن کریم میں بیان ہوا کہ آپس میں باہمی پیار اور محبت کے ساتھ اس طرح رہنا چاہیئے اس کے مطابق مسلمانوں نے زندگی گزاری اور اس کے مطابق انہوں نے وہاں حکومت بھی کی اور تھوڑے ہوتے ہوئے کثرت پر بھاری ہوئے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں سے کیونکہ ان کے دل خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے پر تھے، اور فدائی تھے خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ان کی ذہنیت یہ تھی کہ اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ (الصّٰفّٰت: ۱۰۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے صاحبزادے سے یہ پوچھا کہ یہ میں نے خواب دیکھی ہے تو بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ بڑا عجیب جواب ہے جو انہوں نے دیا یہ نہیں کہا کہ اگر آپ نے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ معلوم کیا اپنی رویا میں کہ مجھے ذبح کر دیں تو ذبح کر دیں۔ حضرت اسماعیل نے یہ جواب دیا کہ

اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ جو بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہے وہ کرو۔ اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ انسان کی نیت بتاتا ہے، انسان کا تقویٰ بتاتا ہے، خدا تعالیٰ کے لئے انسان کی محبت بتاتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ حسن اور نور بتاتا ہے۔ اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ وہ ہے جو اسلام ایک مسلمان میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

پھر کچھ عرصے کے بعد بگاڑ پیدا ہوا اور وہ لوگ ہدایت پر اس طرح قائم نہ رہے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ وہ ہدایت پر قائم رہیں۔ جب تھوڑے تھے اکثریت پر غالب آئے۔ جب بہت ہوگئے تو مقابلہ نہ کرسکے اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر عیسائیوں نے فتح کرنا شروع کیا اور اتنا دکھ ہوتا ہے پڑھ کے ان کی تاریخ کو کہ جب عیسائی حملہ کرتے تھے کسی مسلمان شہر پر تو کسی علاقے کے مسلمان نواب صاحب عیسائیوں کے ساتھ مل کے اس شہر کو فتح کرنے میں ان کے مد ہوتے تھے اور وہ عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ قرطبہ بھی جو آج سے سات سو چوالیس سال پہلے فتح کیا گیا اور عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اس وقت بھی ایک بہت بڑے علاقے کے مسلم حاکم عیسائیوں سے ملے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے خلاف انہوں نے قرطبہ کے اوپر چڑھائی کی اس لئے تا کہ قرطبہ جو مسلمانوں کا علاقہ ہے وہ عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا جائے۔

قرآن کریم کے سارے احکام ایسے ہیں جن پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا (اٰلِ عمران: ۱۰۴) اس حکم کو توڑ دیا۔ خدا نے بھائی بھائی بنایا تھا۔ خدا نے اس اخوت کو، اس اتحادِ روحانی اور جسمانی کو اپنی نعمت قرار دیا تھا اور حکم یہ تھا کہ یہ خدا کی رسی ہے اسے مضبوطی سے پکڑو، گرفت جو ہے وہ ڈھیلی نہ ہو جائے اس پر۔ اس حکم کو نہیں مانا اور بھی کئی حکم نہیں مانے ہوں گے لیکن یہ تو نمایاں طور پر تاریخ ہمارے سامنے رکھتی ہے کہ اس حکم کو نہیں مانا اور ایک ایک کر کے علاقے اور صوبے مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلتے رہے اور عیسائیوں کے قبضے میں جاتے رہے حالانکہ خود قرآن کریم میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا اے خدا ہدایت دینا بھی تیرا کام ہے وہ مل گئی ہمیں۔ اے خدا!

ہدایت پر قائم رکھنا بھی تیرا کام ہے۔ ہم عاجزانہ تیرے حضور جھکتے اور دعا کرتے ہیں کہ ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں میں کوئی کجی نہ پیدا ہوجائے۔ ہمارے دلوں کی حفاظت کر شیطان کے حملوں سے شیطان کا وار ہم پر کامیاب نہ ہو۔

اس دعا کو جماعت احمدیہ بڑی کثرت سے پڑھے۔ ہمارا یہ فرض ہے کیونکہ جو کام اس وقت ہونے والا ہے اس دنیا میں اور جو جماعت احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے وہ ایک نسل کا کام نہیں۔ ایک صدی تو قریباً گزر گئی چند سال باقی رہ گئے، کئی نسلیں آئیں اور گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، انہیں ثبات قدم عطا کیا، ہدایت پر قائم رہے، قربانیاں دیتے رہے، قربانیوں میں آگے بڑھتے رہے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے زیادہ حاصل کرتے رہے۔ اب ہم ہیں، ہمیں ہر وقت فکر رہنی چاہیئے، ایک تو اپنے متعلق کہ خدا تعالیٰ ہمیں ٹھوکر سے بچائے۔ ہمیں دوسروں کے لئے فتنہ بھی نہ بنائے۔ اس سے بھی ہمیں بچائے۔ ہماری نسلوں کو بھی اس ارفع اور اعلیٰ مقام قرب پر قائم رکھے کہ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی دینی اور دنیوی نعماء انسان کو ملتی ہیں۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کثرت سے پڑھیں اور چوکس اور بیدار ہو کر اپنی زندگیاں گزاریں اور کم عمر نسل کی تربیت چھوٹی عمر سے ہی شروع کر دیں۔

تربیت پر پورا زور خرچ کریں۔ مادی تدابیر بھی اختیار کریں اور دعاؤں کے ساتھ بھی کام لیں کہ دعا سب سے بڑی تدبیر ہے دنیا میں بڑا گند پھیلا ہوا ہے۔ یہ گند بڑا دولتمند ہے۔ بڑا مہذب کہلاتا ہے۔ اس کی نقل کرنا فخر سمجھا جاتا ہے۔ یہ جو کیفیت ہے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں اور کوشش کریں، انتہائی طور پر تدبیر اور دعا کے ساتھ کہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان ذمہ داریوں کو اسی طرح بشاشت کے ساتھ اور ہمت کے ساتھ اور ایثار کے ساتھ اور قربانی کے ساتھ ادا کرتی چلی جائیں جس طرح آج اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کر رہا ہے۔ آمین۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)